رمضانیات

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل ضیاء الحق کی ۱۴ اگست کی ایمان افروز نشری تقریر میں رمضان المبارک کے کماحقہٗ احترام کی واضح ہدایات سننے کے بعد یہ توقع تھی کہ اس دفعہ وہ سب کچھ نہیں ہوگا جو اس ماہ مبارک میں اب تک ہوتا آیا ہے۔ لیکن افسوس! ابتدائی چار پانچ دنوں کو چھوڑ کر حالات اب حسبِ سابق ہی ہیں۔ ہوٹل کھلے ہیں، دعوتیں اڑائی جا رہی ہیں —— پسِ پردہ لذتِ کام و دہن بھی جاری ہے اور چائے کے دور بھی چل رہے ہیں۔

سگریٹ کے دھوئیں بڑی اداؤں سے اب بھی فضا میں چھوڑے جا رہے ہیں، سینماؤں میں طوفانِ بدتمیزی اب بھی بپا ہے، ٹیلیویژن کی مکروہ اور سمع خراش آوازیں اب بھی عین اس وقت سنائی دیتی ہیں جب کہ کچھ بندگانِ خدا مساجد میں اللہ رب العزت کے حضور سر نیاز خم کئے اپنے سابقہ گناہوں کی تلافی پر کمر بستہ نظر آتے ہیں —— بسوں میں ریکارڈنگ اب بھی ہوتی ہے —— ریڈیو کی لچر، بیہودہ اور کریہہ آوازیں فضا کو اب بھی مکدر کر رہی ہیں، رحمان کی نافرمانی اب بھی ہو رہی ہے —— شیطان کی آواز پر لبیک اب بھی کہی جا رہی ہے۔

—— اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں رمضان المبارک کے "خصوصی کوٹہ" کے تحت مزید اضافہ ہوا ہے —— یہ مارشل لاء حکام کی نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے یا ان حرکتوں کے مرتکب لوگ یہ

——— اور یہ چور، ڈاکو، لٹیرے، قاتل اور بدمعاش اب بھی تو آزادانہ دندنا رہے ہیں ———

——— آہ! اس ملک پاکستان اور اسلام سے یہ مذاق کب تک جاری رہے گا ——— ؟

اندر کا حال خدا جانے، اخبارات کے مطالعہ سے جو کچھ معلوم ہوا، وہ یہ ہے کہ نظامِ مصطفےٰؐ کے علمبرداروں میں سیٹوں کی تقسیم پر کافی لے دے ہوئی ہے ——— گو اب اس صورتِ حال پہ قابو پا لیا گیا ہے اور ایئر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان نے ایثار کا ثبوت دیتے ہوئے لاہور کے حلقہ ۱۲۳ سے چوہدری ظہور الٰہی کو انتخاب لڑنے کی اجازت دے دی ہے ——— تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ اتحاد کے راہنماؤں نے آئندہ اگر کسی موقع پہ اسی قسم کا مظاہرہ کیا تو وہ اپنے ان بدترین مخالفین کی بدترین تمناؤں کو راہ دینے میں معاون بنیں گے جو اب تک یہ پروپیگنڈہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ مختلف خیالات کی حامل نو جماعتوں کا اتحاد تادیر برقرار نہ رہ سکے گا ———

اس سلسلہ میں قومی اتحاد کے قائدین کو یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیئے کہ سرفروشوں کو ان کی کوئی ادا سا دا پسند نہیں آئی تھی کہ ان کے اشارۂ ابرو پہ انہوں نے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ بلکہ یہ قربانیاں انہوں نے صرف اس نظام کی خاطر دی تھیں جو ان کے خالق و مالک نے ان کے لئے پسند فرمایا تھا ——— اور آپ پر انہوں نے اعتماد یوں کیا کہ آپ نے اپنے اتحاد سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ آپ ان کی نیک تمناؤں کے حصول کا ذریعہ بن سکتے ہیں ——— ہاں، آپ کو یہ امر بھی ملحوظِ خاطر رکھنا ہوگا کہ اقتدار پھولوں کی سیج نہیں، کانٹوں کا بستر ہے اور جو لوگ اس نظام کو چلانے میں مخلص تھے وہ سیٹوں کے حصول کے لئے کبھی نہیں لڑے جھگڑے بلکہ ہمیشہ انہوں نے اس سے کنی ہی کترائی ہے۔

یاد رکھئے، ذوالفقار علی بھٹو نے سوشلزم کو بدنام کر کے اہالیانِ پاکستان پر کرم ہی کیا ہے لیکن آپ نے اگر اسلام کو رسوا کیا تو جو حشر آپ کا ہوگا ——— اور جو آپ کی وجہ سے اس سرزمین کے بسنے والوں کا ہوگا اُس کا تصور ہی بڑا ہولناک اور کپکپا دینے والا ہے ——— لہٰذا ابھی وقت ہے، پھر سے سوچ لیجئے کہ آپ اپنے سر ایک بہت بڑی ذمہ داری لے رہے ہیں ——— بہت ہی بڑی! ——— واللہ الموفق!

قرآن یہ فرماتا ہے کہ:

"ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"

اور اسوۂ رسولؐ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی بھی موقع پہ دینی عقاید و معاملات

میں کوئی لچک اور مداہنت روا نہیں رکھی ـــــ اس سلسلہ میں وہ واقعہ بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے جبکہ کفار آپؐ سے ، اپنے جھوٹے خداؤں اور معبودِ حقیقی کے بارے میں ایک معاہدہ کے طالب ہوئے تھے ـــــ کفار کی اس پیشکش کا جواب خود اللہ جل شانہٗ نے سورۃ "الکافرون" میں جو دیا تھا ، آج بھی قرآن کے صفحات کی زینت ہے اور ہر پڑھا لکھا شخص اس سے واقف ہے ۔

پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آسکی کہ مولانا مفتی محمود اور مولانا عبیداللہ انور کو علی ہجویریؒ کی قبر پر جاکر آستان بوسی ، دستار بندی اور شیرینی تقسیم فرمانے کی ایسی کیا ضرورت پیش آگئی کہ اول الذکر کے اب تک کے عقیدے کی رو سے قبروں پر اس طرح کی حاضری غلط قرار دی جاتی رہی ہے جبکہ مؤخر الذکر کے والد ماجد مولانا احمد علی مرحوم و مغفور ، علی ہجویریؒ کی موجودہ قبر ہی کو مصنوعی بتاتے تھے ! ـــــ صاحبین اس سلسلہ میں کچھ وضاحت کرنا پسند فرمائیں یا نہ ، علمائے اہلحدیث سے (اور علمائے دیو بند سے بھی) وہ یہ توقع بہرحال نہ رکھیں کہ ان کے اس احترام کے باوجود ، جو صاحبین کے لئے ان کے دل میں ہے ، ان کی ناروا باتوں پر بھی انہیں خراجِ تحسین ہی پیش کیا جائیگا ۔

چند دن قبل چوہدری رحمت الٰہی سے منسوب ایک بیان اخبارات میں پڑھا تھا کہ "قومی اتحاد برسرِ اقتدار آکر دو یا دو سے زیادہ بیویوں کی اجازت ہرگز نہ دے گا" ـــــ خدا کا شکر ہے کہ آج کے اخبارات میں اس کی تردید آگئی ہے کہ یہ بیان ان سے غلط طور پر منسوب کیا گیا ۔

اس سلسلہ میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اسلام کسی کو بھی حدودِ الٰہی میں دخل اندازی کی اجازت نہیں دیتا ۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ حق مہر کی تعیین کا ارادہ ظاہر فرمایا تو ایک بڑھیا نے اٹھ کر سرِعام آپؓ کو ٹوک دیا تھا کہ "اے عمر ، جس چیز کی حد اللہ رب العزت نے مقرر نہیں فرمائی آپ اس کی تعیین کرنے والے کون ہوتے ہیں ؟"

چار بیویوں تک سے نکاح کرنے کی اجازت نصِ قرآنی سے ثابت ہے ، ارشادِ ربانی ہے :

"فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث و رباع" (النساء)

ہاں یہ کوئی مجبوری نہیں کہ قرآن مجید نے بھی اس اجازت کو عدل سے مشروط قرار دیا ہے :

"فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ ..." الآیۃ

کفالت بھی مشکل ہی سے کر پاتا ہے لہٰذا اس جھمیلے میں پڑنے کی ضرورت نہیں! اور اگر کوئی حالات سازگار پاتا ہے اور قرآنی شرط (عدل) کو بھی پیدا کر سکتا ہے تو قرآن اس کی اجازت دیتا ہے۔ پس فرمان خداوندی کو پسِ پشت ڈال کر کوئی اس پر پابندی عاید نہیں کر سکتا۔

قومی اتحاد کے قائدین کے بیانات ان کے آئندہ پروگراموں سے متعلق اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں لیکن یہ پڑھ کر سخت کوفت ہوتی ہے کہ ان بیانات کا انداز وہی روایتی انداز ہوتا ہے جو پاکستان کے اب تک کے سیاستدانوں میں مستعمل رہا ہے۔ مثلاً پیپلز پارٹی کو عبرتناک شکست دی جائے گی، سیاسی مخالف بحال کئے جائیں گے، معیشت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جائے گا، وغیرہ ـــــ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو واضح الفاظ میں یہ ہدایت فرمائی کہ: "لاتقولن لشیئ انی فاعل ذالک غداً الا ان یشاء اللہ"

اتحاد کے قائدین سے درخواست ہے کہ اب جبکہ وہ اس ملک میں اسلامی نظام کو برپا کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں تو نصرتِ خداوندی کو اپنے شاملِ حال کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ لہٰذا ان کے بیانات کے آخر میں "ان شاء اللہ" کے الفاظ لازماً ہونے چاہئیں ـــــ اگر اسلامی نظام کے نفاذ کا ارادہ ہو ہی چکا ہے تو اس کے آثار بھی نظر آنے چاہئیں۔ اور اپنے آپ کو ابھی سے اللہ کے (دین) کے رنگ میں رنگ لینا چاہیے ـــــ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون۔

توقع ہے کہ رمضان المبارک کے بعد انتخابی مہم شروع ہو جائے گی۔ اس سلسلہ میں یہ کہنا ضروری ہے کہ گزشتہ انتخابی مہم کے دوران جلسوں اور جلوسوں میں نمازوں کی پابندی بہت کم ملحوظ رکھی جاتی رہی ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں اور نمازوں کا ضیاع کچھ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ جلسوں جلوسوں وغیرہ کا پروگرام کچھ اس طرح ترتیب دیا جائے کہ نمازوں کے اوقات متاثر نہ ہوں۔ اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کم از کم جلسہ گاہ میں نماز ادا کرنے کا انتظام ہو ـــــ اتحاد کے جلسوں کی کیفیت جو دیکھنے میں آتی رہی ہے، یوں معلوم ہوتا تھا، مقررین، سامعین کے دلوں کا حال ان کو پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ چنانچہ قائدین اور مقررین کی ہر تجویز کا خیر مقدم کیا گیا اور ان کی ہر صدا پر لبیک کہی گئی، بعد میں قوم نے ان کے اشارے پر جانیں نچھاور کر کے اس کا عملی ثبوت بھی فراہم کر دیا۔ ان حالات